

رشتات قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ

قسط نمبر (۱۱)

حریم الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حریم الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حریم الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حریم کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا، سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی، مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمد للہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۳-۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا، ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا، پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصافرا کا پر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں، وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تصریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جا رہے ہیں۔ [مولانا سید الحق]

مدینہ اور صاحب مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں مذکورہ الصدر اکابر کے تاثرات والے شہر کو چھوڑتے ہوئے ایسے ہی احساسات اور کیفیات کے ساتھ بوجھل قدموں کے ساتھ صبح ناشتہ کر کے ریل کی پٹری کے راستہ موقف (بس سٹینڈ) آئے اور پونے دو بجے صبح (عربی ٹائم) چھوٹے سے بس میں تیرہ ریال پر جدہ روانہ ہوئے ذوالحلیفہ (میقات مدینہ) یعنی بید علی پہونچے تو ایک ریال پر ایک ڈول پانی لے کر کچے بنے ہوئے غسل خانوں میں غسل کیا احرام باندھا اور دو رکعت پڑھ کر تلبیہ پڑھی۔ لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملك لا شریک لک۔ الحمد للہ اب ہم حالت احرام میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بس ذوالحلیفہ سے فرارے بھرتی ہوئی جدہ روانہ ہوئی ظہر کے قریب رابغ پہونچے مسیجد کے مقام پر تفتیشی عملہ نے شیخ بن

باز کے روقات کو دیکھ کر اطمینان ظاہر کیا، رابغ کے ایک ہوٹل میں کھانے میں پھیلی کھائی اور اسی ہوٹل میں چند ساتھیوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی، سوانو بجے جدہ پہونچے سامان ایک بس میں رکھا، ڈھائی روپے معہ سامان جدہ سے مکہ تک کرایہ پڑا، جدہ کے اڈہ سے نکل کر بس باہر کھڑی ہوگئی، ہم نے ایک ہوٹل میں عصر کی نماز پڑھی۔ بس ٹائر بدلنے کے بعد روانہ ہوئی راستہ میں دو تین جگہ کاغذات وغیرہ کی تقشیش کے لئے بس رکی، ہمارے کاغذات پر بھی ایک جگہ دخول (انٹری) کے مہر لگا دیئے گئے۔

اور اب اللہ کے شہر بلد الحرام میں:

مغرب کی نماز ہو رہی تھی کہ ہم مکہ معظمہ داخل ہوئے۔ شرفھا اللہ وادامھا ایک تقشیشی مرکز پر بس رکی تو ہم نے دوسرے کونوں کے درمیان پارک میں مغرب کی نماز پڑھی وہاں سے روانہ ہو کر بس نے باب ابراہیم کے بالمقابل حرم شریف کے متصل اتار دیا۔ ہم نے ایک عربیہ الحمار (گدھا گاڑی) چار ریال میں لی اور حارۃ الباب کے مدرسہ صولتبیہ آئے ہمارے رفیق سفر مولانا زین العابدین پشاوری نے جو مدینہ سے پہلے چلے آئے تھے اوپر کی منزل کی ایک برآمدہ میں ہمارے بستروں کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی وہاں سامان رکھا بستر بچھائے وضو کیا حرم جانے لگے تو راستہ میں ایک جگہ جماعت ہو رہی تھی ہم نے بھی فریضہ، عشا ان کے ساتھ ادا کیا بعد از صلوٰۃ ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور اطمینان و فراغت سے حرم شریف شرفھا اللہ میں داخل ہوئے بیت اللہ الامین کے دیدار سے مسرور ہوئے، جو جمعہ نور بنے ہوئے مسجد حرام میں سیاہ غلاف لپٹے ہوئے کائنات کو دعوتِ نظارہ دے رہا ہے، جس کی رعنائی، زیبائی، جلال و جمال، شوکت و حشمت، عظمت و شرافت جاذبیت اور مقناطیسیت کا رہتی دنیا تک احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

اللھم زدھذا البیت تشریفاً وتعظیماً و تکریماً (ترجمہ) اے اللہ اس گھر کی شرافت، عظمت و کرامت اور دبدبہ کو اور بڑھا دے اور جو بھی حاجی یا معتمر اس کی تعظیم کرے اس کی عزت و کرامت بڑھا دے اے اللہ انت السلام و منک السلام فحینا ربنا بالسلام۔

ساری تحکات اور صعوبت کا فور ہوگئی اسی وقت طوافِ وسی کی حلق کر کے فارغ ہو گئے اور مدرسہ صولتبیہ آ کر سو گئے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ مناسک حج اور اسلام کے اس عظیم الشان عبادت حج، احرام تلبیہ، طواف، سعی رمی، جمرات، قربانی اور منی و عرفات کے روح اور فلسفہ کو اجاگر کیا جائے تاکہ سفر نامہ کے قارئین اپنے سفر حج کے دوران حج کی حقیقت و حکمت سے آگاہ ہوں اور اس کے عاشقانہ پہلو جذب و وسوسہ اور عشق الہی کے احساسات کو اپنے اندر پیدا کر سکیں۔ حج کی حکمت اور فلسفہ سے آگاہی کے بغیر آج کل مناسک حج اکثر حجاج کیلئے محض

چند روایتی رسوم بن کر رہ گئے ہیں جس سے نہ روح بیدار ہوتی ہے نہ قلب پر تنگ و دو اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں اکابر دیوبند کے سرخیل امام محمد قاسم نانوتوی جیسے حضرات اکابر نے منفرد انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اسرار حج پر ان کے ان حکیمانہ معارف کو دیگر اکابر نے بھی اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ اپنے آخری سفر حج میں جو بحری صعوبتوں اور مشکلات سے لبریز تھا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز نے سمندری جہاز میں اپنے رہنما حج سے خطاب کیا اور اپنے روح پرور خطاب میں حضرت نے جس انداز میں عبادت حج پر روشنی ڈالی اس نے نہ صرف سامعین کو تڑپا کر رکھ دیا بلکہ یہ خطاب آج تک حج کے اسرار و رموز، تقاضوں اور آداب کو ملحوظ رکھنے میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سفر نامہ کے حوالے سے یہ خطاب عشاقِ حرمین اور حجاج کرام کے سامنے آجائے آخری سفر حج میں حضرت شیخ الاسلام مولانا نانوتوی کا بحری جہاز کے عرشہ پر حجاج کرام سے خطاب:

”میرے بزرگو! روزہ حج یہ دو عبادتیں اللہ تعالیٰ کی صفت محبوبیت کی بناء پر مقرر کی گئیں اور نماز کو لکۃ اللہ کی صفت مالکیت کی بناء پر۔ اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے پھر دوسروں سے بھی محبت رکھتا ہے تو اسے جھوٹا کہتے ہیں۔ محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضا ہے۔

من كان يرحل لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا (۱)

اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے پہلی منزل محبت کی یہ ہے کہ محبوب کے سوا سب سے منہ پھیر لو۔ روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہمبستری کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کیلئے ہے مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور ان خاص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ذاتِ مقدسہ کے سوا سب کو چھوڑ دیں۔ غیر اللہ کو سامنے بھی نہ لائیں۔ یہ عشق کی پہلی منزل ہے۔ رمضان گزرنا اشوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے درو دیار کی طرف توجہ کی جائے جہاں اس کا کوچہ ہے جہاں اس نے دوسروں کو نوازا ہے وہاں جایا جائے اس کے درو دیوار کے پاس پہنچا جائے اور جمالی محبوب کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اس کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرا جائے اس کے درو دیوار سے چٹ کر اس کے سنگدرو کو بوسہ دیا جائے۔

امر على الديار ديار ليلي اقبل ذال الجدار وذال الجدار
وما حب الديار شغفن قلبي ولكن حب من نزل الديار (۲)

(۱) جو صالح مولیٰ کی امید رکھتا ہے تو عمل صالح اختیار کرے اور اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

(۲) لیلیٰ کی بستیوں سے گزرتے وقت کبھی ایک دیوار چومتا ہوں کبھی دوسری درو دیوار کی محبت نے مجھے سراسیمہ نہیں بنایا بلکہ ان کے کینوں اور باشندوں نے جو اس میں کسی وقت اترے تھے

ہو۔ فمن فرض فيهن الحج فلا رقت ولا فسوق ولا جدال في الحج
عاشق ہمیشہ سرگرم رہتا ہے، عشق کا تقاضا ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑانہ ہو اگر سچا عاشق اور سچی محبت لے کر
نکلے ہو تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ جاوے۔

میرے بھائیو! اللہ پاک کے گھر کی طرف جا رہے ہو اس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ ہمیشہ لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر حال کو دیکھتا ہے۔ اس کا نام لیتے ہوئے لبیک لبیک لا شریک لبیک ان الحمد والنعمه لبیک کہتے ہوئے چلو یہ آواز بلند کرتے ہوئے اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تواضع و سکون کے ساتھ چلو جس قدر ممکن ہو صبح و شام دو پہر چڑھتے ہوئے اترتے ہوئے ہر حال میں لبیک اللہم لبیک الخ پڑھتے رہو۔ لا شریک لبیک بار بار کہا جاتا ہے۔ سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔ سلعے ہوئے کپڑے اتار دو خوشبو بھی ترک کر دو دیکڑے بغیر سلعے ہوئے جہین لوسر کو نکار کھو جو تاپہنؤ مگر حیر کے اوپر کی ہڈی ابھری ہوئی رہے چھپنے نہ پائے ٹمر نہ لگاؤ خوشبو نہ لگاؤ بالوں کو نہ سنوارو نہ انہا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے خوشبو لگانا بالوں کو اکھاڑنا سنوارنا جائز نہیں۔ شکار مت کرو غرض کہ دیوانوں کی صورت بناؤ یہ چیزیں تو اس کیلئے ہیں جو ہوش و حواس میں ہو عشاق کو اتنا ہوش کہاں سی۔

نوبہارست جنوں چاک گریباں مددے آتش افتاد بجان جہش داماں مددے

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک اس کو سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

عشق میں تیرے کو غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

جس قدر مکہ معظمہ سے قریب تر ہوتے جاؤ دیوانگی اور جنون کے آثار بڑھتے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنکھیں
دی ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ و خانہ کعبہ میں آثار صفت جمالیہ ظاہر ہیں۔ ہم کو رے ان بزرگوں کی اطاعت و
پیروی میں جو یہ آثار دیکھتے ہیں۔ اللہ کے گھر کے گرد سات چکر لگاتے ہیں۔ مفاد و مروہ کے درمیان دوڑتے
ہیں۔ بہر حال یہ عبادت مظہر عشق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ محبوب اسکے اندر اسباب محبت با تم الوجہ پائے جاتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً محبوب ہیں۔ یہ حج اسلئے فرض کیا گیا کہ اسی محبوب حقیقی کے پرانے بنو۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا، عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اور وہ ناصح کو پتھر مارتا ہے۔ جب حضرت اسماعیلؑ جان کی قربانی دینے جا رہے تھے تو راستہ میں تین جگہ ناصح نادان شیطان نے اسے سمجھایا باپ کے ساتھ کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے پتھر مارے۔ اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت کے مینڈھے کو ذبح کرا دیا۔ یہ اب شریعت ہے کہ مینڈھے اور دنبے کو ذبح کرنا گناہ یا بیٹے کو ذبح کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عشق لیکر جا رہے ہو تو جس قدر ممکن ہو معجزہ دکھار اختیار کرو، جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار حضرت ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔ اس راوی عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں۔ اسلئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ ہمارے آقا جناب حضرت محمد ﷺ تمام امت کیلئے بلکہ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں۔ آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو یا رسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا کیجئے۔ شفاعت فرمائیے پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

میرے بھائیو! حج کے ایام میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوف عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے۔ ایسا وقت نہیں ملے گا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بیوقوفی کی وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت، کھانے پینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ دیکھو بے وقوفی مت کرو اس وقت کو بے کار مشغولوں میں ضائع مت کرو۔ اللہ اللہ کرو، تسبیح پڑھو، تلاوت کرو، درود پڑھو، دعا کرو۔ جبل رحمت کے پاس جانا ضروری نہیں۔ میدان عرفہ میں جہاں ہو تو بہ واستغفار کرو۔ بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت اور سیرت سے بیزار ہیں۔ ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹناؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ ایک مٹھی پکڑ کر کٹاتے تھے، ایک مٹھی سے کم کو کترانا صورت و سیرت محمدیہ سے نفرت کرنا ہے۔ دیکھو کچھ ایک بال پر قبضہ نہیں لگاتے شرم سے مرجانا چاہیے کہ مسلمان کو ایسا بڑا رسول ملا کہ کسی قوم کو نہیں ملا۔ اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے رسول کی سیرت و صورت سے بیزاری کا اظہار کرے۔

میرے بھائیو! اس سے بچو۔ آقائے نامدار محمد ﷺ کی صورت و سیرت کے عاشق بنو۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم

محمد ﷺ جو محبوب ہیں اللہ کے اگر ان کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ تم محبوب خدا بن جاؤ گے۔ یحبکم اللہ اللہ تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ تمہارا بیٹا تم کو بہت محبوب ہے۔ اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے سامنے آ جائے تو بے اختیار تم کو اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ان کی صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو، صورت اور سیرت کی تابعداری کرو تو اللہ تعالیٰ کے تم بھی محبوب بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ و زاری کرو تو بے کردا اس سے مایوس نہ ہو جب تک موت نظر نہ آئے تو بے کردا وہ بند نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں حتی الامکان کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے جیسا کہ اس سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح بیباک بھی مت بنو اس سے ہر وقت ڈرتے رہو پھلتے پھرتے کھاتے پیتے، موتے جاتے ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو۔ اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے وقت آخری سانس تک ذکر جاری رہے گا۔ اور مرنے کے بعد جب اللہ کے اور قیامت قائم ہوگی تو آقائے نامد اللہ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

دعا کرو کہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو اور آقائے نامد اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین۔“

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے جانشین اور عاشق زار تلمیذ رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ جن کے مسند حدیث کو اللہ تعالیٰ نے ان کے شیخ اور مرشد مولانا مدنی کے بعد سب سے زیادہ مرجعیت عطا فرمائی اور دارالعلوم دیوبند کے مسند تدریس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے مسند حدیث کی صورت میں نہ صرف برصغیر کا بیشتر حصہ بلکہ پاکستان کے مغربی سرحدات کو عبور کر کے پورا افغانستان اور سنٹرل ایشیاء کے بیشتر حصے سرحد و بلوچستان اور اس کے قبائلی علاقے مستفید اور مالا مال ہو رہے ہیں اور آج دارالعلوم حقانیہ میں ان کے مسند حدیث پر بیٹھنے والے ان سے نسبت تلمذ رکھنے والے مشائخ حدیث سے ہر سال ہزار ڈیڑھ ہزار سے زائد فضلاء اقصائے عالم میں پھیل رہے ہیں اور شیخ الاسلام مولانا مدنی کا فیض بلا مبالغہ ہمہ گیری اور عالمگیری کے لحاظ سے ان کے حقیقی جانشین اپنے دور کے امیر المومنین فی الحدیث شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ سے پھیل رہے ہیں انہوں نے اپنے دروس اور خطبات وارشادات میں اپنے اکابر مولانا نانوتوی شیخ الہند اور اپنے استاذ مولانا مدنی کے علوم و معارف کو اپنے اعزاز میں آگے بڑھایا۔

جج کے اسرار و معارف پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم نے اپنے اکابر کے اعزاز میں روشنی ڈالتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

جج عشق کا تیسرا مرحلہ: الغرض عشق اور محبت الہی کی جو آگ رمضان المبارک سے بھڑک اٹھی تھی وہ سکتی رہی، عشق میں ترقی ہوتی رہی، کھانا پینا چھوڑ دیا اسکے بعد گھربار بھی، مگر جب عشق کا غلبہ اور زیادہ ہوا تو گھربار کے ساتھ گاؤں، ملک اور وطن سے بھی دستبردار ہوا۔ اب عشق جب آخری مرحلہ پر پہنچا تو محبوب حقیقی کی تلاش میں

ملک اور صحرا بھر اچھرنے لگا۔ اس حالت میں نہ اسے آرام و راحت کا خیال ہے نہ اپنی صفائی اور زیب و زینت کا اور نہ دکان کی خبر ہے نہ زمین اور تجارت کی۔ اہل و عیال سے دور مارا مارا پھرتا ہے سر کے بال بڑھے ہوئے ہیں بدن میلا کچلا ہے بدن پر دو چادریں جو کس رنگتی ہیں مگر اسے کسی چیز کی خبر نہیں اگر کسی نے مارا پیٹا گالیاں دیں تو جواب نہیں دیا 'خوش گوئی' بے حیائی اور نفس پروری کا تو احتمال تک نہیں 'عشق کی یہ حالت اسلام میں "حج" سے تعبیر کی جاتی ہے اور روزوں کا مہینہ ختم ہوتے ہی اشہر حج شروع ہو جاتے ہیں مگر یار چھوڑ کر مسجد میں آ بیٹھا تو وہاں خیال آیا کہ خدا کا گھر اور محبوب کی تجلیات کا ایک بڑا مرکز تو خانہ کعبہ ہے تو محبوب کی تلاش میں سرگرداں سفر حج پر روانہ ہو جاتا ہے 'تصور یار میں مجنون کی طرح نغمے الپتا ہے کہ وہ عشق میں پرند چرند سے بھی باتیں کرتا ہے اور کہتا ہے: بالله یا طیبات القاع قلن لنا الیای منکن ام لیلیٰ من البشر اسے آہوان صحرا تمہیں خدا کی قسم مجھے جواب دیجو کہ لیلیٰ تم میں سے ہے یا انسانوں کے زمرہ میں سے ہے مگر اس عاشق حقیقی کا نغمہ تو تلبیہ ہے۔

تلبیہ اور طواف: لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملك لا شریک لک جب اس کے گھر پر نظر پڑ جاتی ہے تو دیوانہ وار اس کا طواف کرنے لگتا ہے کبھی ایک کونہ اور کبھی دوسرا چھوتا ہے کہ کہیں تو معشوق کا سراغ لگ جائے۔

منیٰ اور عرفات: پھر وہاں سے خیال آیا کہ شاید آبادی سے باہر محبوب ملے تو دیوانگی میں صحرائے عرفات پہنچنا ہے وہاں سے مزدلفہ اور منیٰ غرض جہاں بھی امید لگے وہاں ڈیرا ڈالتا ہے کہ وصال اور رضا سے محبوب حاصل ہو۔
ری: در میان میں ناصح نادان نے ملاستی شروع کر دی لہٰذا دل میں دساوس ڈالنے لگا کہ یہ عشق تمہیں کہاں کہاں پھرے گا۔ اس عشق نے تمہیں دیوانہ بنا دیا اس محبت خداوندی کے چکر سے نکل آؤ تو عاشق خداوندی سات پتھروں سے اسے مارنے لگتا ہے جس کا نام ہے ری جرات۔

عشق کا آخری مرحلہ قربانی: عشق کا آخری درجہ یہ ہے کہ عشاق اپنی جان کو بھی محبوب کے پاؤں میں رکھ کر قربان ہو جائے جیسے پروانہ عاشق مجازی ہے شمع کا 'تو چراغ کے گرد چند طواف اور چکر لگا کر اور چراغ کی لٹوں میں غوطہ لگا کر جان دے دیتا ہے۔ ع کار عاشق خون خود برپائے جانان ریختن

تو حاجی بھی اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیتا ہے مگر محبوب حقیقی کی طرف سے ندا اور آواز پہنچتی ہے کہ لا تقتلوا انفسکم تم اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ اپنی جان کے بدلہ کسی محبوب جانور درندہ یا گائے یا اونٹ کو ذبح کر دو یہ تمہاری جان کے بدلہ میں جان ہے۔ جو ہم تمہاری قربانی کی بجائے منظور کرتے ہیں۔

اساسی عبادات باہمی مربوط ہیں: تو بھائیو! کسی کی فرمانبرداری کا خوف یا طمع یا محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے خداوند کریم مالک نفع و ضرر ہے تو خوف و طمع دونوں پائے گئے اور موصوف باوصاف الکلیات ہے اور محسن ہے اور محبوب کی فرمانبرداری عاشق کیلئے موجب اطمینان و تسکین ہے اور حج اور روزہ سراسر محبوب کے حسن و جمال

کے جلووں کا تقاضا ہے اور اس کے فضل و کمال کا آئینہ دار ہے اور نماز زکوٰۃ اس کی عظمت و جبروت اور جلال کا تقاضا اور اس لحاظ سے اسلام کی یہ اساسی عبادات ایک دوسرے سے مربوط ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب حقیقی کے جلال و جمال کا صحیح احساس بندگی کی صحیح ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔
(اقتباس از دعوات حق۔ مجموعہ خطبات مرثیہ احقر صبح الحق)

○

صبح سویرے حرم شریف گئے ایک مجمع جسے تبلیغی دوستوں نے دیکھ کر اپنی طرف بلا لیا حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی امیر تبلیغ تقریر کر رہے تھے دھوپ چڑھے تک تقریر سنتے رہے مگر غلبہ نیند کے وجہ سے نشاط نہ رہا اور پورا نہ سن سکے چلے آئے اور مولانا منظور چنیوٹی کے ساتھ برادر محمد عبدالرؤف بہبودی والے کی تلاش میں نکلے کافی دیر کے بعد معلم مکی مرزوقی کے دفتر میں ان کو پایا انہوں نے حرم شریف کے متصل محلہ شامیہ میں اپنے لئے حاصل کئے گئے کمرہ میں ہمارے لئے بھی جگہ مخصوص کر رکھی تھی وہاں جا کر آرام کیا حرم شریف کے قریب جگہ پا کر بڑی راحت ہوئی اور اب ہم صولیہ سے منتقل ہو کر حرم کے بالکل قریبی جوار میں رہائش پذیر ہو گئے۔ عرب شاعر نے اس قرب و دوری کا کس انداز میں ذکر کیا۔
نزلوا بمكة في قبائل هاشم ونزلت في البيداء بعد المنزل

اس قرب و بعد کا سفر عشق میں اتنا شکوہ بھی مناسب نہیں کہ بعد منزل نہ بود در سفر روحانی اور کسی نے کہا کہ در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بینمت عیاں و شامی فرستمت

مگر پھر بھی ناسپاسی ہوگی کہ اس ظاہری قرب اور اتصال جوار حرم کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ فالحمد للہ علی نعمائہ
۲ ذی الحجہ بروز منگل: ایک دوست ملا اور کہا کہ مانگی شریف کے میر حسن خان مرحوم کے ملازم اجمل خان آپ کے تلاش میں ہیں مرحوم ہمارے علاقہ کے نہایت سرکردہ افراد میں سے تھے اور حضرت والد صاحب کے مخلصین میں سے ان کا ہمیں مکہ مکرمہ میں اچانک حرکت قلب سے انتقال ہوا میں اس دوست کو لے کر معلم عبدالقادر نصیر کے جگہ گئے اور اس شخص سے ملے انہوں نے خان صاحب مرحوم کے آخری احوال بیان کئے تھوڑی دیر بعد وہاں سے واپس ہوئے بعد از عصر صولیہ جا کر شیخ الحدیث مولانا زکریا مدظلہ سے ان کے قیام گاہ میں ملے تھوڑی دیر گفتگو سے مستفید ہوئے فرمایا کہ لایع الدرداری کی دوسری جلد میری سہارنپور سے روانگی کے وقت چھپ چکی تھی اور اجزاء المسائل شرح موطا مالک بھی مکمل ہو چکی ہے۔ وہاں سے حرم شریف آئے حرم میں ہمارے استاذ حضرت مولانا شالین صاحب حق صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا سید احمد شالین سے ملاقات ہوئی ان کے بڑے بھائی ہمارے استاذ مرحوم کو ۱۳۷۴ھ میں رمی رات کے دوران انتقال ہوا تھا، مقبولات میں ید طولی رکھتے تھے اور منطق اور فلسفہ کی بعض کتابیں میں نے ان سے پڑھی تھیں۔

۱۳ ذی الحجہ بروز بدھ : بعد از عصر اجمل خان کے ساتھ جنت المصلیٰ (۱) گیا وہاں میر حسن خان مرحوم کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور بعض لوگوں کی نشاندہی پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور انکی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقہ اور بعض دیگر قبور پر بھی فاتحہ خوانی کی یہاں بنے بنائے قبور ہیں ایک عرصہ بعد میت کے مٹی شدہ جسم کے اجزاء ہٹا کر نئے مردہ کو اس میں دفن دیتے ہیں ان قبروں کے باہر ایسے ڈھیر کے ڈھیر پڑے دیکھ کر طبیعت بے حد متاثر ہوئی انسان کا دنیائے فانی کا انجام اور پھر بعثت بعد الموت کے لئے قدرت خداوندی کی بے پناہ کامل اور مکمل وسعت اور انسان کی بے بسی اور بے ثباتی کا یہ ایک عبرت ناک منظر سامنے تھا اور مکرین بعثت کا استعجاب اور خلاق عظیم کا جواب دل و دماغ پر حاوی ہو گیا قال من یحیی العظام وہی رمیم قل - بلی قدرین علی ان نسوی بنانہ - اذا متا وکنا تراہا ذلک رجع بعید (الایۃ)

(۱) جنت المصلیٰ اور جنت البقیع میں مدفون چند اکابر دیوبند: مکہ مکرمہ کا یہ مقبرہ جنت المصلیٰ تو جنت البقیع مدینہ منورہ کی طرح صحابہ تابعین اہل بیت ائمہ امت کی آخری آرام گاہ ہے۔ ہر دور میں سعادت مند اور نیک بخت افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس گنج گرانمایہ میں جگہ دی ہے۔ حال ہی ایک جوان عالم مولانا محمد آفرین سواتی نے صرف اکابر دیوبند کی ایک فہرست سرسری طور پر مرتب فرمائی جو جنت المصلیٰ اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔ انکی تفصیل یہاں دی جا رہی ہے:

جنت المصلیٰ میں مدفون علمائے دیوبند: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرٹی (م ۱۸۹۹ء)۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م ۱۳۰۸ھ) مولانا صادق البقین (م ۱۹۰۶ء) حضرت مولانا محمد سعید کیرانوی (م ۱۹۳۹ء) حضرت مولانا حبیب اللہ فرزند مولانا احمد علی لاہوری (م ۱۹۷۴ء) حضرت مولانا خیر محمد کئی (م ۱۹۷۴ء)۔ حضرت مولانا محمد سلیم کیرانوی (م ۱۹۷۷ء)۔ مولانا محمد یاسین کاندھلوی (م ۱۹۸۱ء) حضرت مولانا مفتی محمد غلیل (م ۱۹۸۲ء)۔ حضرت مولانا مسعود شمیم کیرانوی (م ۱۹۹۱ء)۔ مولانا شفیع الدین بگینوی۔ علامہ سید عبدالرحمن کاندھلوی۔ مولانا محمد شریف جالندھری (م ۱۴۰۱ھ)۔ حضرت مولانا مظفر احمد (م ۱۳۲۶ھ) جنت البقیع میں مدفون علماء دیوبند:

حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی (م ۱۸۷۹ء) حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی (م ۱۲۸۳ھ) حضرت شاہ رفیع الدین دیوبندی (م ۱۳۰۸ھ) مولانا سید جمیل احمد مہاجرٹی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا سید محمد صدیق مہاجرٹی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا سید احمد مہاجرٹی (م ۱۹۳۹ء) حضرت مولانا ظلیل احمد سہارنپوری (م ۱۳۳۶ھ) مولانا سید محمود احمد (م ۱۹۷۱ء) حضرت مولانا شیر محمد گھوٹوی (م ۱۳۸۶ھ) حضرت مولانا عبدالمکثور دیوبند (م ۱۹۶۳ء) مولانا شیخ عبدالحق نقشبندی مدنی۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ مہاجرٹی۔ حضرت مولانا تاجدار عالم میرٹھی (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا عبدالمکثور عباسی (م ۱۹۶۵ء) مولانا انعام کریم (م ۱۹۷۹ء) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا (م ۱۹۸۲ء) حضرت مولانا عبدالحق (م ۱۹۸۶ء) حضرت قاری فتح محمد پانی پتی (م ۱۹۸۷ء) حضرت مولانا ہاشم بخاری (م ۱۹۸۸ء) مولانا سعید احمد خان (م ۱۹۹۸ء) حضرت ڈاکٹر شاہ حفیظ اللہ کھروٹی (م ۲۰۰۰ء) صوفی محمد اقبال (م ۲۰۰۰ء) حضرت مفتی عاشق الہی (م ۲۰۰۲ء) سید حبیب محمود احمد مدنی (م ۲۰۰۳ء) حضرت مولانا رشید الدین (م ۲۰۰۳ء) حضرت مولانا منظور احمد الحسینی (م ۲۰۰۵ء) مولانا عبد القدوس دیوبندی اور عظیم مجاہد رہنما مولانا محمد یونس خالص حقانی (م ۲۰۰۷ء)